السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آمین بالجہر امام وماموم ومنفرد کے لیے صلوۃ جہریہ میں کہنا احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آمین بالجہر کہنا حضرت نبی ﷺ سے ثابت ہوا ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''عن أبی هريرة قال: كان رسول الله ﷺ إذا فرغ من قراءة القرآن رفع صوته وقال آمين''رواه الدارقطنی وحسنه، والحاكم وصححه، كذا فی بلوغ المرام۔ (سنن الدار قطنی (۱ ۳۳۵) وقال: ''هذا إسناد حسن''المستدرک (۱ ۳۴۵) بلوغ المرام ۲۸۳)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قراءتِ قرآن سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کرتے اور آمین کہتے۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ ''بلوغ المرام'' میں ایسا ہی ہے۔''

''عن وائل بن حجر قال: سمعت النبی ﷺ قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين، وقال آمين، ومد بها صوته۔''رواه الترمذی (سنن الترمذی، رقم الحدیث (۲۴۸) وقال الترمذی: ''حديث وائل بن حجر حديث حسن'')

''وائل بن حجر کے واسطے سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) پڑھتے ہوئے سنا اور انھوں نے آمین کہا اور اپنی آواز کو کھینچا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔''

پس ان دونوں حدیثوں سے آمین بالجہر کہنا امام کا ثابت ہوا۔ لیکن منفرد، پس حکم منفرد اور امام کا ہر چیز میں واحد ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ مرفوع سے ثابت ہے۔ پس جب کہ ثابت ہوا واسطے امام کے، ثابت ہوا واسطے منفرد کے۔ باقی رہا حکم مقتدی کا، پس لکھتا ہوں میں کہ مقتدی کا بھی آمین پکار کے کہنا حدیث مرفوع سے مستنبط ہے۔ اس واسطے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

''قال: قال رسول اللہ ﷺ: ما حسدتكم اليهود على شیء ما حسدتكم على آمين، فأكثروا من قول آمين''رواه ابن ماجه (سنن ابن ماجه، رقم الحدیث (۸۵۷) اس حدیث کی سند ''طلحہ بن عمرو''کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن سنن ابن ماجہ (۸۵۶) وغیرہ میں مذکور اسی روایت کی ہم معنی دیگر صحیح روایات موجود ہیں)

یعنی فرمایا حضرت ﷺ نے کہ نہیں حسد کیا یہود نے تم لوگوں کے ساتھ کسی فعل کے کرنے سے جس قدر کہ حسد کرتے ہیں تم لوگوں کے آمین کہنے سے۔ پس بہت کثرت کرو آمین کہنے کی۔

اور ظاہر ہے کہ جب تک آمین بالجہر کہی نہ جاوے اور کانوں تک یہود کے آواز اس کی نہ پہنچے جب تک صورت حسد کی نہیں ہو سکتی۔

اور امام بخاری نے ''باب جهر المأموم بالتأمين'' میں روایت کی ہے:

''عن أبی هريرة أن رسول اللہ ﷺ قال: إذا قال الإمام (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فقولوا: آمين، فإنه من وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔''رواه البخاری (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۷۴۹)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) کہے تو تم لوگ ''آمین'' کہو۔ کیونکہ جو کوئی ملائکہ کے قول کی موافقت کرتا ہے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔''

پس لفظ (قولوا) سے جہر قول بالتامین مراد ہے اور مؤید اس کے ہے عمل حضرت ابوہریرہ کا، کہ روایت کیا اس کو شیخ بدر الدین عینی نے کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بیہقی سے:

''وكان أبو هريرة مؤذنا لمروان، فاشترط أن لا يسبقه بالضالين حتى يعلم أنه قد دخل فی الصف، فكان إذا قال مروان: ولا الضالين۔ قال أبو هريرة: آمين، يمد بها صوته، وقال: إذا وافق تأمين أهل الأرض تأمين أهل السماء غفر لهم''رواه البيهقی۔ كذا فی العينی۔ (سنن البیهقی ۲ ۵۸ عمدة القاری ۶ ۴۸)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے موذن تھے۔ انھوں نے شرط لگائی کہ وہ (وَلَا الضَّالِّينَ) میں ان پر سبقت نہ کرے، حتی کہ وہ یہ جان لے کہ وہ صف میں داخل ہوگئے ہیں، تو مروان جب (وَلَا الضَّالِّينَ) کہا کرتا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ''آمین'' اپنی آواز کو کھینچ کر کہتے اور انھوں نے کہا کہ جب اہل زمین کے آمین کہنے اور اہل سما کے آمین کہنے میں توافق ہوتا ہے تو ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے، جیسا کہ عینی میں ہے۔''

اور امام ترمذی بعد روایتِ حدیثِ وائل بن حجر کے فرماتے ہیں:

''قال أبو عيسى: حديث وائل بن حجر حديث حسن، وبه يقول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ والتابعين ومن بعدهم يرون أن يرفع الرجل صوته بالتأمين، ولا يخفيها، وبه يقول الشافعی وأحمد وإسحاق۔'' انتهى (سنن

الترمذی ۲ ۲۷)

''ابو عیسیٰ نے کہا کہ وائل بن حجر کی حدیث حسن ہے، اور ایسا ہی قول متعدد اہل علم اصحابِ نبی ﷺ اور تابعین اور ان کے بعد والوں کا بھی ہے۔ ان کی رائے ہے کہ آمین کہنے والا آواز بلند کہے گا اور آہستہ سے نہیں کہے گا۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق کا قول ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 109

محدث فتویٰ